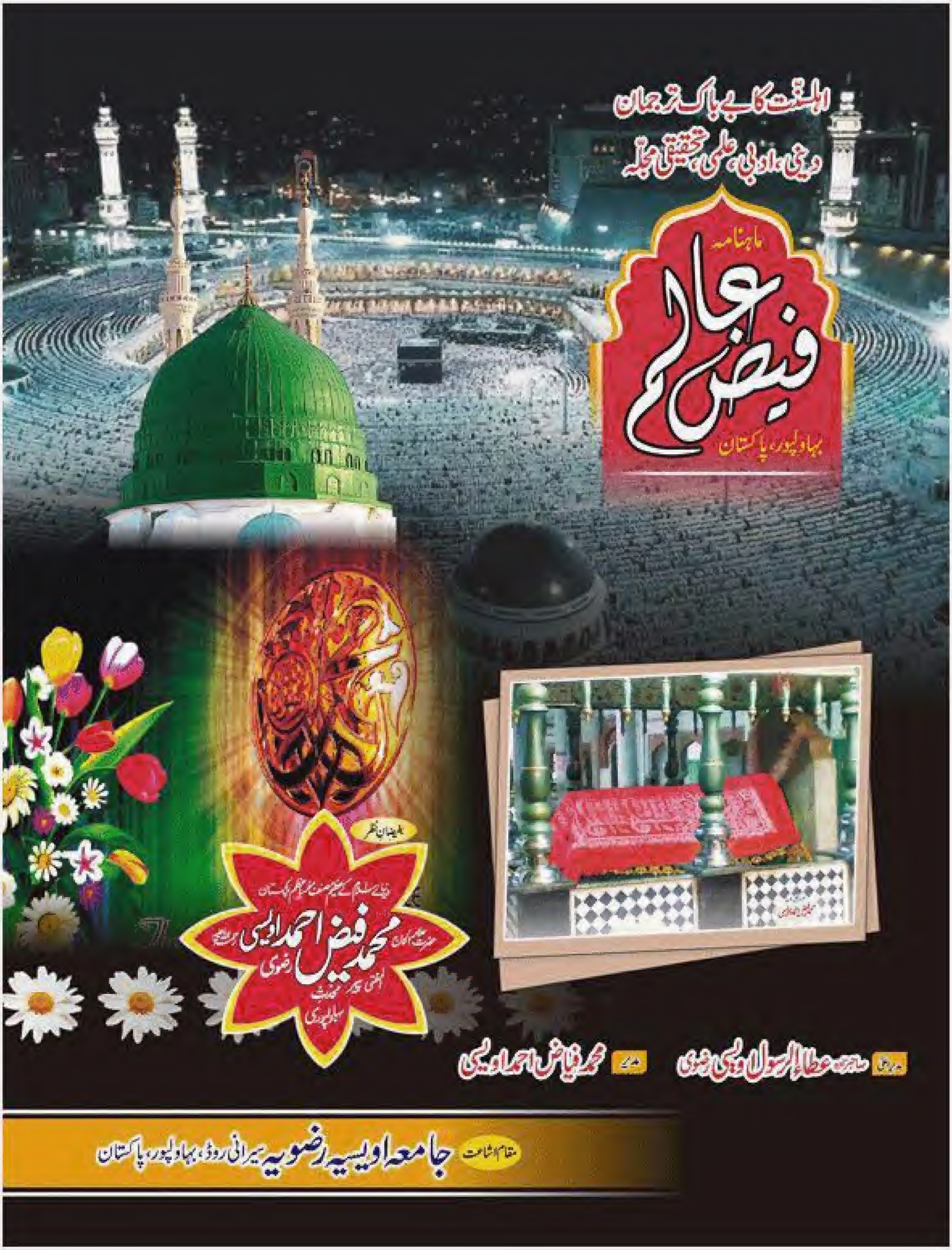

اہلسنت کا بے باک ترجمان
دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ
ماہنامہ
فیض عالم
بہاولپور، پاکستان
بفیضان نظر
محمد فیض احمد اویسی رضوی
بہاولپوری
مدیر اعلیٰ صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی
مدیر محمد فیاض احمد اویسی
مقام اشاعت جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم

☆فیضِ عالم اکتوبر ۲۰۱۸ء

صفر المظفر ۱۴۴۰ھ ☆

(جلد نمبر ۲۹)(شمارہ نمبر ۵)

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

نوٹ: اگر اس رسالہ میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

khwajaowaiseqarni@gmail.comadmin@faizahmedowaisi.com

www.faizahmedowaisi.com

☆......☆......☆

سرفہرست — صفحہ نمبر

۱)	کی محمد سے وفا تونے تو۔۔	۰۳
۲)	مزارات مقدسہ پر حاضری اور امام احمد رضا کی تعلیمات۔۔	۰۴
۳)	حضور تاج الشریعہ کے روح پرور ارشاداتِ مبارکہ۔۔	۱۳
۴)	سیلفی و تصویر کشی کے بڑھتے رجحان اور زیارت حرمین۔۔	۱۵
۵)	ننگے سر رہنا اور اسلامی تہذیب۔۔	۱۸
۶)	جب بارہ سو صحابہ کرام ختم نبوت پر نچھاور ہو گئے۔۔	۲۳

☆......☆......☆

﴾کی محمد سے وفا تونے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں﴿

شعروسخن کی دنیا کا یہ بہت ہی مشہور و معروف اور مقبول شعر ہے۔ جو شعرا، علما، خطبا، اور عوام کو صرف یاد ہی نہیں بلکہ حرز جاں بنا ہوا ہے۔ عوام وخواص میں اسکی مقبولیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شعر بارگاہِ خدا اور سول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبول ہو چکا ہے۔۔

گروپ محفل مشاعرہ میں دیے گیے مصرعے کے تحت میں نے قلندر لاہوری، ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمہ کی فکر کی ترجمانی کرنیکی کوشش کی ہے۔ جس کی دو جہتیں ہیں۔ ایسے شعر کی توضیح وتشریح، میرے لیے سعادت کی بات ہے۔ اہلِ سخن بطور خاص ملاحظہ فرمائیں۔

مصرع: یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

خامہ وفکر پہ، اوصاف رقم تیرے ہیں — اِس لئے محوثنا، ہر گھڑی ہم تیرے ہیں
یا نبی، سرورِ دیں، فخر رسل، مالک کل — ہر فضیلت سے بڑے، جاہ وحشم تیرے ہیں
یاد فرمائی ہے، اللہ تعالی نے قسم — رب کو محبوب، نشانات قدم تیرے ہی
بزمِ امکاں کے سبھی رنگ، ہیں تیرے مملوک — جوہر وعرض ترے، اِسم وعَلَم تیرے ہیں
کیسے ہو، تیری تجلی کا ہمیں اندازہ — یہ جو خورشید وقمر ہیں، یہ حرم تیرے ہیں
مجھ میں جو عیب ہیں، وہ سب ہیں مری غفلت سے — جو کمالات ہیں، ممنونِ کرم تیرے ہیں
تجھ سے راضی ہیں، جو اللہ ورسول، اے مومن! — ''یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح قلم تیرے ہیں''
اے فریدی! تجھے حاصل ہے فروغ ہستی — جب تلک قلب وجگر، عجز سے خم تیرے ہیں

☆......☆......☆

ہماری قبلہ والدہ محترمہ مرحومہ کے ایصال الثواب کے لیے:

احباب سے گذارش ہے کہ حضور فیضِ ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی اہلیہ محترمہ ہزاروں علماء کرام، حفاظ کی روحانی ماں ہماری قبلہ والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ (وفات ۳ رصفر

المظفر ۱۴۴۰ھ) کے سالانہ ختم شریف کے موقعہ پران کے ایصال الثواب کے لیے قرآن پاک، درود شریف کلمات، حسنات پڑھ کران کے رفع درجات کے لیے دعافرمائیں۔

(محمد عطاءارسول اویسی، محمد فیاض احمد اویسی، محمد ریاض احمد اویسی)

☆......☆......☆

﴿مزارات مقدسہ پر حاضری اورامام احمدرضا کی تعلیمات﴾

(افاضات: مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ)

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ ہجری بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ھ، بروز جمعۃ المبارک، ہندوستان کے وقت کے مطابق ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ادھر مئوذن نے حی علی الفلاح کی صدابلند کی ادھر آپ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی(اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

آج بھی آپ کا مزار پُر انوار بریلی شریف انڈیا میں خاص وعام کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔آپ کے یوم وصال پر خصوصی تحریر نذر قارئین کرام ہے۔

مزارات اولیاء انوار وتجلیات مراکز: محبوبانِ خدا اولیائے کاملین کے مزارات مقدسہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہیں ان کا احترام وادب واحترام ہر مؤمن ومسلمان پر ضروری ہے،خلقِ خدا ہر دور میں مزارات اولیاء پر حاضر ہوکر فیض حاصل کرتے ہیں۔صحابہ کرام کا حضور نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوکر آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرنا مستند احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔علماء متقدمین ومتاخرین نے اس پر ضخیم کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ پھر تابعین کرام کا صحابہ کرام کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہوکر اکتسابِ فیض ثابت ہے۔ تبع تابعین اور اولیاء کرام کے مزارات پر آج تک عوام وخواص حاضر ہوکر روحانی تسکین کا سامان کرتے ہیں اور سچ ہے کہ اولیاء کاملین اپنے دروازے پر آنے والوں کی جھولیاں بھرتے ہیں بشرطیکہ آنے والے حاضری کے آداب ملحوظ خاطر رکھیں۔

مزارات اولیاء پر ہونے والے خرافات: اسلام دشمن قوتوں کا یہ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ وہ مقامات مقدسہ کو بدنام کرنے کے لئے وہاں خرافات ومنکرات کا بازار گرم کرواتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے انکی تعظیم وادب کو ختم کیا جاسکے۔ یہ سلسلہ سب سے پہلے بیت المقدس سے شروع کیا گیا۔وہاں فحاشی وعریانی کے اڈے قائم

کئے گئے شرابیں فروخت کی جانے لگیں اور دنیا بھر سے لوگ صرف عیاشی کرنے کے لئے بیت المقدس آتے تھے (معاذاللہ) اسی طرح آج بھی مزارات اولیاء پر خرافات، منکرات چرس و بھنگ ڈھول تماشے ناچ گانے میلے ٹھیلے اور رقص وسرور کی محافلیں سجائی جاتی ہیں تا کہ مسلمان ان مقدس ہستیوں سے بدظن ہوکر یہاں کا رخ نہ کریں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض لوگ یہ تمام خرافات اہلسنت (بریلوی)، مسلکِ رضا کے کھاتے میں ڈالتے ہیں انہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تعلیمات گردانتے جو کہ سراسر زیادتی اور علمی خیانت ہے۔ پھر اس طرح عوام الناس کو مسلکِ حق اہلسنت سے بدظن کرنے کی گھناؤنی سازش کی جاتی ہے۔

فقیر اپنے اس مقالہ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدی احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی تصانیف مبارکہ سے آپ کے ارشادات عالیہ پیش کرتا ہے اہلِ انصاف ان کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بدعات و منکرات کے ختم کرنے والے تھے۔ آپ نے مزارات پر ہونے والے خرافات کے خلاف عملاً وقولاً جہاد فرمایا۔

روضہ پاک پر حاضری کا طریقہ: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خبردار جالی شریف (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار شریف کی سنہری جالیوں) کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ (جالی شریف) سے چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہ کرم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۰، ص ۷۶۵، مطبوعہ لاہور)۔

روضہ اطہر پر طواف و سجدہ ؟: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ ایک فتویٰ کے جواب میں فرماتے ہیں: روضہ انور کا طواف نہ کرو نہ سجدہ کرو نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۱۰، ص ۷۶۹، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)۔

معلوم ہوا کہ مزارات پر سجدہ کرنے والے لوگ جہلا میں سے ہیں اور جہلاء کی حرکت کو تمام اہلسنت پر ڈالنا سراسر خیانت ہے اور امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

مزارات پر حاضری کا طریقہ: امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی کتاب فتاویٰ رضویہ سے ملاحظہ ہو: مسئلہ: حضرت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا

کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیز پڑھا کریں؟

الجواب: مزارات شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی قدموں کی طرف سے جائے اور کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب سلام عرض کرے "السلام علیک یا سیدی و رحمتہ اللہ و برکاتہ" پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار پھر درود غوثیہ سات بار اور وقتِ فرصت دے تو سورہ یٰس اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرات پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کی نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے (ادب اسی میں ہے) اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ (و اللہ تعالیٰ اعلم) ۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۹، ص ۵۲۲، مطبوعہ لاہور)۔

مزار شریف کو بوسہ دینا اور طواف کرنا: فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطّواف مخصوص خانہ کعبہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہیں دینا چاہئے۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے مگر بوسہ دینے سے بچنا بہتر ہے اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا وہ منع نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: "ان الحکم الا اللہ" ہاتھ باندھے الٹے پاؤں آنا ایک طرز ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز (بچا) کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)۔

مزارات پر چادر چڑھانا: امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: کہ جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ (احکام شریعت، حصہ اول، ص ۴۲)۔

عرس کا دن خاص کیوں کیا جاتا ھے: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے کسی نے عرض کیا کہ بزرگانِ دین کے اعراس کی تعین (یعنی عرس کا دن مقرر کرنے) میں بھی کوئی مصلحت ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: ہاں

اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے۔اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔(ملفوظات شریف،ص ۳۸۳)۔

(ف)مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''عرس کیا ہے؟''میں ملاحظہ کریں۔(فقیراویسی غفرلہٗ)۔

عرس میں آتش بازی اور نیاز کا کھانا لٹانا حرام ہے: فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سائل نے فتویٰ پوچھا کہ بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتش بازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلا حاجت اور جو کھانا بغرض ایصال ثواب پکایا گیا ہو اس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہو کر مٹی میں مل گیا ہو اس فعل کو بانیان عرس موجب فخر اور باعثِ برکت قیاس کرتے ہیں۔شریعت عالی میں اس کا کیا حکم ہے؟

سیدی امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا: کہ آتش بازی اسراف ہے اور اسراف حرام ہے کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے، تضیع مال (مال ضائع کرنا) ہے اور تضیع حرام۔روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے۔(فتاویٰ رضویہ،جلد ۲۴،ص ۱۱۲،مطبوعہ لاہور)۔

عرس میں رنڈیوں کا ناچ حرام ہے: وہابیہ تو اہلسنت کو بدنام کرنے کے لیے ہمیشہ سرگرم ہیں جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ مزارات مقدسہ پر بدعات کا سلسلہ دشمنانِ اسلام نے شروع کرایا اور پھر شور بھی خود مچایا مقولہ مشہور ہے ''چور مچائے شور'' بدنام زمانہ کتاب تقویت الایمان میں اہلِ اللہ کے بارے کیا کچھ نہیں لکھا گیا۔یہ مستقل ایک موضوع ہے اولیاء کاملین کے اعراس پر غیر شرعی افعال کو بناء بنا کر نام ونہاد کتاب تقویت الایمان میں اہلسنت کا کیچڑ اچھالا گیا۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے کسی نے سوال کیا ملاحظہ ہو۔

سوال: تقویت الایمان مولوی اسماعیل کی فخر المطابع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کہ صفحہ ۳۲۹ پر جو عرس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام کیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی نظر آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں۔کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے؟

جواب: رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے اولیائے کرام کے عرسوں میں بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ،جلد ۲۹،ص ۹۲،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وجد کا شرعی حکم: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور) سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کہ اگر وجد صادق (یعنی سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور (یعنی زائل اور اس عالم سے دور) تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں۔ اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑنے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ (ملفوظات شریف ۲۳۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)۔

(ف) اس موضوع پر فقیر نے اپنی تصنیف ''وجد صوفیا'' پر کافی بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے مطبوعہ موجود ہے (فقیر اویسی غفرلہ)۔

حرمت مزامیر: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مزامیر یعنی آلات لہو لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح ہے۔ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۵۴)۔

نشہ و بھنگ و چرس: قبرستانوں میں عموماً نشئی، چرسیوں کا ڈیرہ ہوتا ہے۔ بعض مزارات کے متولی وغیرہ بھی اس بُری عادت میں مبتلاء ہوتے ہیں انہیں بناء بنا کر منکرین عوام میں یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ بریلیوں کی تعلیمات ہیں۔ (معاذاللہ)۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ نشہ بذاتہ حرام ہے۔ نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مناسبت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے ہاں اگر دوا کے لئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر اصلا اثر نہ ہو حرج نہیں۔ بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے۔ (احکام شریعت، جلد دوم)۔

تصاویر کی حرمت: امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث فاضل بریلی علیہ الرحمہ نے فوٹو تصاویر کی حرمت پر مستقل رسائل تصنیف فرمائے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں بھی تحقیقی فتویٰ جات موجود ہیں ایک سائل کے جواب میں آپ

فرماتے ہیں کہ: جاندار کی تصویریں بنانا ہاتھ سے ہوخواہ عکسی حرام ہے اوران معبودان کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام واشد کبیرہ ہے۔ ان سب لوگوں کوامام بنانا گناہ ہے اوران کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب الحرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۱۹۰)

تصاویر وفوٹو ویڈیو وغیرہ کی حرمت پر فقیر کے کئی رسائل مطبوعہ ہیں۔

غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی حرام اور سجدہ عبادت کفر ھے: امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث فاضل بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ (رب تعالیٰ) کے سوا کسی کے لئے نہیں غیر اللہ کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین وکفر مبین اور سجدہ تحیت (تعظیمی) حرام وگناہ کبیرہ بالیقین۔

(الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ، ص ۵، مطبوعہ، بریلی ہندوستان)

نوٹ: سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فیض سے فقیر نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جو ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے شائع کیمنگوا کر مطالعہ کریں۔ (فقیر اویسی غفرلہٗ)۔

چراغ جلانا: ☆ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے قبور پر چراغ جلانے کے بارے میں اپنی تصنیف میں خوب وضاحت فرمائی اور شیخ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کی تصنیف حدیقہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ (اگر چہ قبر کے قریب تلاوت قرآن کے لئے موم بتی جلانے میں حرج نہیں مگر قبر سے ہٹ کر رہے۔ (البریق المنار بشموع المزار، ص ۹، مطبوعہ لاہور)۔

☆ اس کے بعد فرماتے ہیں یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدے سے خالی ہو اور اگر شمع روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موقع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہیں وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے تو یہ امر جائز ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)۔

☆ احکام شریعت میں اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: اصل یہ کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین". ترجمہ: اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔

(احکام شریعت، حصہ اول، ص ۳۸، مطبوعہ آگرہ، ہندوستان)

اگر بتی اور لوبان جلانا: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ نے قبر پر لوبان وغیرہ جلانے کے متعلق اپنی تصنیف میں فرمایا: کہ عود لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز کرنا چاہئے (بچنا چاہئے) اگرچہ کسی برتن میں ہو اور قبر کے قریب سلگانا (اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو) بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے اسراف (حرام) اور اضاعیت مال (مال کو ضائع کرنا ہے)۔ میت صالح اس عرضے کے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں (جنتی ہوائیں) بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں۔ دنیا کے اگربتی اور لوبان سے غنی ہے۔ (السنية الانيقه، ص ۷۰، مطبوعه بريلى، هندوستان)۔

نوٹ: اس پر مزید تفصیل و تحقیق کے لیے فقیر کی تصنیف ''قبر پر لوبان اور اگربتی جلانا کیسا؟'' کا مطالعہ کریں جو مطبوعہ موجود ہے۔ (فقیر اویسی غفرلہٗ)۔

فرضی مزار بناکر اس پر چادر چڑھانا: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا گیا:

مسئلہ: کسی ولی کا مزار شریف فرضی بنانا اور اس پر چادر وغیرہ چڑھانا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور اصل مزار کا سا ادب ولحاظ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی مرشد اپنے مریدوں کے واسطے بنانے اپنے فرضی مزار کے خواب میں اجازت دے تو وہ قول مقبول ہوگا یا نہیں؟

الجواب: فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی باتیں خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ، جدید جلد ۹، ص ۴۲۵، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)۔

عورتوں کا مزارات پر جانا ناجائز ہے: دور حاضرہ میں عوتوں کا مزارات پر جانا فتنہ سے خالی نہیں مگر اہلسنت کے مخالفین عورتوں کا مزارات پر جانے کے معاملہ کو اہلسنت کے کھاتے میں ڈال کر خوب دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ جبکہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپسی آتی ہے

ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بتایا۔

(ملفوظات شریف، ص ۲۴۰، ملخصاً رضوی، کتاب گھر دہلی)

مزارات اولیاء پر خرافات: امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا جمع ہوکر قرآن مجید کی تلاوت اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواح طیبہ کو پہنچانا جائز ہے کہ منکرات شرعیہ مثل رقص ومزامیر وغیرھا سے خالی ہو۔ عورتوں کو قبور پر ویسے جانا چاہئے نہ کہ مجمع میں بے حجانہ اور تماشے کا میلاد کرنا اور فوٹو وغیرہ کھنچوانا یہ سب گناہ وناجائز ہیں۔ جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو اسے امام نہ بنایا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۲۱۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)۔

اولیاء کرام کے نام نذر ماننے کے متعلق ایک اہم فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے یہ نیت کی کہ اگر میری نوکری ہوجائے تو پہلی تنخواہ زیارت پیران کلیر شریف کی نذر کروں گا وہ شخص تیرہ تاریخ سے نوکر ہوا اور تنخواہ اس کی ایک مہینہ سترہ دن بعد ملی۔ اب یہ ایک ماہ کی تنخواہ صرف کرے یا سترہ دن کی؟ اور اس تنخواہ کا صرف کس طرح پر کرے یعنی زیارت شریف کی سفیدی وتعمیر وغیرہ میں لگائے یا حضرت صابر پیا صاحب علیہ الرحمہ کی روح پاک کو فاتحہ ثواب بخشے یا دونوں طرف صرف کرسکتا ہے؟

الجواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: صرف نیت سے تو کچھ لازم نہیں ہوتا جب تک زبان سے الفاظ نذر ایجاب کہے اور اگر زبان سے الفاظ مذکور کہے اور ان سے معنی صحیح مراد لئے یعنی پہلی تنخواہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کی نذر کروں گا یا پہلی تنخواہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کے آستانہ پاک کے فقیروں کو دوں گا یہ نذر صحیح شرعی ہے اور استحساناً وجوب ہوگیا۔ پہلی تنخواہ اسے فقیروں پر صدقہ کرنی لازم ہوگئی مگر یہ اختیار ہے کہ آستانہ پاک کے فقیروں کو دے اور جہاں کے فقیروں محتاجوں کو چاہے اور اگر یہ معنی صحیح مراد نہ تھے بلکہ بعض بے عقل جاہلوں کی طرح بے ارادہ صدقہ وغیرہ قربات شرعیہ صرف یہی مقصود تھا کہ پہلی تنخواہ خود حضرت مخدوم صاحب کو دوں گا تو یہ نذر باطل محض وگناہ عظیم ہوگی۔

مگر مسلمان پر ایسے معنی مراد لینے کی بدگمانی جائز نہیں جب تک وہ اپنی نیت سے صراحتاً اطلاع نہ دے۔ اسی طرح اگر نذر زیارت کرنے سے اس کی یہ مراد تھی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے عمارت زیارت شریف کی سفیدی کرادوں گا یا احاطہ مزار

پرانوار میں روشنی کروں گا۔ جب بھی یہ نذر غیر لازم و نا معتبر ہے کہ ان افعال کی جنس سے کوئی واجب شرعی نہیں۔ رہا یہ کہ جس حالت میں نذر صحیح ہو جائے۔ پہلی تنخواہ سے کیا مراد ہوگی یہ ظاہر ہے کہ عرف میں مطلق تنخواہ خصوصاً پہلی تنخواہ ایک مہینہ کی اجرت کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کا ایک جز بھی تنخواہ ہے اور عمر بھر کا واجب بھی تنخواہ ہے تو پہلی تنخواہ کہنے سے اول تنخواہ ایک ماہ ہی عرفا لازم آئے گی۔ کیونکہ کسے عقد والے قسم والے نذر والے اور وقف کرنے والے کے کلام کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا جیسا کہ اس پر نص کی گئی ہے۔ (رد المحتار، باب التعلیق، داراحیاء التراث العربی بیروت ،جلد ۲)، (فتاویٰ رضویہ، جدید جلد ۱۳، ص ۵۹۱، لاہور)۔

سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فیض سے فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ''پیر کا بکرا'' مطبوعہ موجود ہے مطالعہ کریں (اویسی غفرلہٗ)۔

☆......☆......☆

آہ! حافظ محمد صدیق اویسی مدنی: حافظ محمد صدیق اویسی (مدینہ منورہ) میرے بہت پیارے مخلص دوست تھے۔ بہت ملنسار خوش اخلاق انسان تھے۔ مدینہ منورہ فقیر جب حاضر ہوتا تو بہت شفقت فرماتے۔ تقریباً ساتھ رہتے تھے گذشتہ حاضری (یکم ذیقعد تا ۹ ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ) فقیر مدینہ منورہ رہا تو اکثر شام کو فقیر کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لے جاتے بخار کی تکلیف بتا رہے تھے، فقیر حافظ محمد انوار کو عرض کرتا کہ حافظ صدیق صاحب کو ان کی مرضی کے مطابق کھانا کھلایا کریں تکلیف کے باعث کئی دن فقیر کے پاس رہے مگر اس بار بجھے بجھے سے تھے معلوم نہ تھا کہ چند دن کے مہمان ہیں فقیر کو آج ۶ ستمبر کو ان کے انتقال کی خبر ملی ایک ہمدرد دوست کے بچھڑ جانے کا افسوس ضرور ہوا مگر ان کی قسمت پہ رشک آرہا ہے کہ: اللہ اللہ! مدینہ مقام ہوا۔ در رسول پہ قصہ تمام ہوا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔

غمزدہ: مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی (۲۵ ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ/ ۶ ستمبر ۲۰۱۸ء، جمعرات)۔

☆......☆......☆

سید شہاب دہلوی (بہاولپور) کی اہلیہ محترمہ: حضور فیضِ ملت کے مخلص دوست حضرت سید شہاب دہلوی (بہاولپور) کی اہلیہ محترمہ پروفیسر ڈاکٹر شاہد رضوی، سید شہود رضوی، سید عابد رضوی کی والدہ ماجدہ اللہ کو پیاری ہوئیں۔ دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (محمد فیاض احمد اویسی)۔

﴾حضور تاج الشریعہ کے روح پرور ارشاداتِ مبارکہ﴿

محترم عتیق الرحمٰن رضوی، نوری مشن مالیگاؤں ۔ (انڈیا)

sahebzada92@gmail.com

جانشینِ مفتیِ اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ کی ذات دنیائے اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں۔ گلستانِ رضویہ میں مفتیِ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کے بعد جس گُلِ سرسبد کی مہک چہار دانگ عالم میں محسوس کی جارہی ہے وہ آپ ہی کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے متاثر ہوکر مارچ ۲۰۱۰ء میں عالمِ اسلام کی عظیم وقدیم اسلامی یونی ورسٹی الازہر مصر نے آپ کو ''فخرِ ازہر'' کا پروقار اعزاز تفویض کیا۔ اور عالمی ادارے ''اسلامی اسٹریٹیجک اسٹڈی'' نے دنیا کی ۵۰۰ با اثر شخصیات میں اولین ۲۲ (بائیسویں) مقام پر شمار کیا۔ آپ مسلّم بزرگ وروحانی پیشوا ہیں، بزرگوں کے اقوال انقلابِ زندگانی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بزرگوں کی نصیحتیں اور ان کے اقوال دلوں کی دنیا بدلنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ہر دور میں مختلف طریقوں سے اقوال و ارشادات محفوظ کیے جاتے رہے۔ کہیں سینہ بہ سینہ، کہیں لوح وقلم سے۔ ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔ وہ صالح انقلاب جو بڑی بڑی تحریکوں سے ناممکن ہوتا ہے۔ وہ ایک مردِ خدا کے ارشاد سے آسان تر ہوجاتا ہے۔ ذیل میں بلاتبصرہ تاج الشریعہ دام فیوضہم الباری کے چنندہ ارشادات آپ کے مواعظ سے پیش کیے جارہے ہیں۔ جو عمل کے متقاضی ہیں۔ بزمِ حیات میں سجائیں اور زندگی کو طریقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر گامزن کریں۔

☆ سورۂ فاتحہ میں جو ہم کو دعا سکھائی گئی، وہی ہمارے لیے نسخۂ کامیابی اور نسخۂ کیمیا ہے۔ ☆ شیطان اور شیطان کے راستوں سے بچیں۔ ☆ دنیا کا عیش چند روزہ ہے۔ ☆ قبر کی لذّت اور قبر، حشر کا عیش یہ اس کے لیے ہے جو غلامِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ ☆ مہذب اہل سنت و جماعت یہی سچا مذہب ہے اور یہی سچا راستہ جو اللہ و رسول تک پہنچانے والا۔ ☆ بندہ دوسرے بندے کو بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ ☆ قرآن کریم کا ہر حرف منتخب ہے، یہ اس کا کلام ہے جس کے کلام میں کسی کو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ☆ اس (قرآن) کا ہر کلام ہر بیان اور قول ہمارے لیے درسِ حیات ہے۔ ☆ جو دشمنانِ مصطفیٰ ہیں، جو دشمنانِ خدا ہیں، ہمیں ان کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ☆ سنی سنی ایک ہوں، مصطفیٰ کے غلام آپس میں ایک ہوں، یہی قرآن کی تعلیم ہے، ہمارے لیے یہی کامیابی کا ضامن ہے۔ ☆ ہمارا رشتہ اور ہماری نسبت اس سے ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ ☆ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں اور ان کے دین پر نہیں ہے تو ہمارا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے، یہی سچا اتحادِ ملت ہے۔ ☆ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر کے ہم

نے اللہ ورسول سے جو عہد کیا ہے، اس عہد کو ہم یاد رکھیں، اس کی تجدید اور اس کی یاد دہانی ایک دوسرے کو کراتے رہیں۔ ☆ ہماری اور آپ کی زندگی کا، دنیا میں آنے کا اور دنیا میں رہنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اللہ کو پہچانیں۔ اس کے رسول کے وسیلے اور بزرگان دین کے وسیلے سے اللہ والے ہوں۔ ☆ آدمی اگر امانت کا لحاظ کرلے تو پوری مسلم کمیونٹی (قومِ مسلم) سدھر سکتی ہے، اور سنور سکتی ہے۔ ☆ ہماری اچھی باتیں یورپیوں انگریزوں، ہندوؤں، نصرانیوں، یہودیوں نے سیکھ لیا اور ہم نے ان کی بری باتوں کو لے لیا۔ ☆ امانت کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس کسی کا راز ہے تو اس راز کی حفاظت کریں۔ ☆ شریعت نے اڈوائس (Advise) دیا کہ جن کو راز بتانے سے نقصان کا اندیشہ ہو اسے اپنا راز نہ بتائے۔ ☆ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ غیر مسلموں کو راز دار بنائے۔ ☆ مسلمان، مسلمان سے مشورہ کرے۔

☆ ہر چھوٹے سے چھوٹے، بڑے سے بڑے، دینی اور دنیاوی معاملے میں مسلمان، مسلمان سے اِن ٹچ (In touch) رہے۔ ☆ آج مسلم قوم کو نقصان جو پہنچ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی کمیٹیاں۔ ☆ ہمارے جسم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اعضا رکھے ہیں، اور جو پاورس پروائڈ کیے ہیں ان میں بھی امانت کا لحاظ ضروری ہے۔ آنکھ کی امانت یہ ہے کہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس چیز کو دیکھنے کا حکم دیا ہے اسے دیکھے اور آنکھ کو جس چیز کو دیکھنے سے منع کیا آدمی اس چیز کو نہ دیکھے''۔ کان کی امانت یہ ہے کہ: ''جو بات سننے کا حکم اللہ نے دیا ہے اسے سنے، اور اللہ نے جس بات کو سننے سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہے''۔ ہاتھ کی امانت یہ ہے کہ: ''جو کام کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے آدمی ہاتھ سے وہ کام کرے اور جس سے منع فرمایا ہے آدمی اس کام سے اپنے ہاتھ کو بچائے''۔ پیر کی امانت یہ ہے کہ: ''جہاں پر اللہ نے حکم دیا ہے جانے کا وہاں جائے۔ اور جہاں پر اللہ نے حکم دیا ہے نہ جانے کا وہاں اپنے پیر نہ جائے''۔ زبان کی امانت یہ ہے کہ: ''جو بات کہنے کا حکم دیا ہے وہ کہے، اور جس بات کو کہنے سے منع فرمایا ہے وہ نہ کہے''۔ جس چیز کو چکھنے کا حکم دیا ہے اس کو چکھے اور کھائے، اور جس چیز کو چکھنے سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے دُور رہے۔ ناک کی امانت یہ ہے کہ: ''جس چیز کو سونگھنے کا حکم دیا ہے اسے سونگھے اور جس چیز کو نہ سونگھنے کا حکم دیا ہے اسے نہ سونگھے''

ان اقوال میں بڑا عظیم فلسفہ ہے، ایک ایک قول ایسا کہ اگر عمل کے گلشن میں سجالیا جائے تو بہار آجائے اور مسلم معاشرہ پاکیزہ بن جائے، ضرورت عمل کی ہے۔

☆......☆......☆

﴿سیلفی و تصویر کشی کے بڑھتے رجحان اور زیارت حرمین﴾

علامہ غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں (انڈیا)

مسلمان! حرمین شریفین مقدس کا احترام کرتے ہیں۔ حرمین طیبین سے محبت رکھتے ہیں۔ وہاں کی زیارت سعادت جانتے ہیں۔ اسی تمنا میں جیتے ہیں۔ بلاشبہ کعبے کا دیدار عبادت۔ روضہ رسول کی حاضری سعادت و خوش نصیبی کی بات ہے۔ لوگ اسی آرزو میں عمریں گزار دیتے ہیں۔ پھر جب یہ انعام ملتا ہے تو مسرتوں کا عجب عالَم ہوتا ہے۔ زہے نصیب یہ سعادت کم عمری میں مل جائے۔ عقیدتوں کے قافلے سوئے حرم رواں دواں ہوتے ہیں۔ کتنے ارمان سے سفرِ حرمین شریفین کی تیاری کی جاتی ہے۔ جذبات کا عالم بھی ایسا کہ محسوسِ قلب سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک طلاطم بپا ہوتا ہے۔

"دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہرِ تعظیم"

ایسے مبارک سفر، ایسے تقدس مآب سفر جس کی آرزو میں لمحہ لمحہ انتظار میں گزرتا ہے۔ خانہ کعبہ کی حاضری، درِ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری۔

"یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے"

لیکن بعض ایسے عوامل ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ زیارتِ حرمین سعادت مندی لیکن زیادہ اہم یہ ہے کہ اِس مبارک سفر کے آداب ملحوظ رہیں؛ ورنہ سعادتوں کے لمحے کہیں گناہوں کے ابتلا سے اعمال کو ضائع نہ کر دیں۔ اِس ضمن میں راقم ایک اہم پہلو اپنے حالیہ سفرِ حجاز کے مشاہدے سے ذکر کرتا ہے؛ جو گزشتہ دنوں (۶ فروری تا ۲۱ فروری 2018ء) درپیش ہوا۔

آج کل سیلفی و تصویر کشی و کیمرے کے بے جا استعمال نے انسانی اقدار، اخلاقی اطوار اور اعمال کی چاندنی کو گہنا دیا ہے۔ اِس کے بڑھتے رجحان نے کئی نازک لمحات میں خدمت انسانی کو فروگذاشت کر دیا۔ مثلاً کوئی حادثہ ہوا تو فوقیت انسانی جان بچانے کو ہونی چاہیے، لیکن تصویر کشی کے رجحان نے فرض شناسی کو نظرِ انداز کر کے رکھ دیا۔ ایسا ہی کچھ معاملہ ہے سفرِ حرمین میں اِس رجحان کی تباہ کاریوں کا۔ جس کے زیرِ اثر اعمال کا توشہ گناہوں کے بوجھ تلے دبتا جا رہا ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ مکۃ المکرّمہ میں ایک نیکی کے بدل میں لاکھ نیکی کی بشارت ہے تو ایک گناہ بھی نامہ اعمال میں کثیر گناہ کے اندراج کا باعث بن سکتا ہے۔ اِس لیے ایسے کاموں سے بچنے کے جتن کیے جانے چاہئیں کہ گناہوں کا دفتر پُر نہ ہونے پائے۔

طواف کعبہ اور فوٹو بازی: راقم نے دیکھا کہ بندگانِ خدا محوِ طواف ہوتے ہیں۔ سیلفی کے شائق دورانِ طواف سیلفی لیتے نظر آتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ طواف محویت کے ساتھ کیا جائے۔ رب کی رحمتیں ہماری سمت متوجہ ہیں۔ مطاف کی مقدس زمیں ہمارے اعمال کی گواہی دے رہی ہے۔ میزابِ رحمت، حطیم، حجر اسود، مقام ابراہیم سبھی ہمارے طواف کے گواہ بن رہے ہیں، یہ لمحات بڑے اَنمول ہیں۔ یہ بڑی قبولیت کی گھڑی ہے، ایسے قیمتی وقت میں عبادتوں سے نگاہیں موند کر سیلفی نکالنا، محض چند احباب کو دکھانے کے لیے ایسے گناہوں کا حرم محترم میں ارتکاب بڑی محرومی ہے۔ یہ رجحان گناہ در گناہ کا باعث بنتا جا رہا ہے۔ طبقہ نسواں بھی محوِ طواف ہوتا ہے، سیلفی لینے والے یہ بھول جاتے ہیں، وہ تقدس فراموش کر کے نا معلوم کیسی کیسی تصویر نکال لیتے ہیں۔ ایک گناہ کوئی گناہ سے اور یوں کثیر گناہ سے بدل لیتے ہیں۔ راقم نے دیکھا کہ اس مرض میں ایک دو اور تین نہیں کثیر نوجوان حتیٰ کہ بعض بوڑھے بھی مبتلا ہیں۔ کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ پورا کنبہ کعبہ شریف کی جانب پیٹھ کیے کھڑے ہو کر تصویر بنوا رہا ہے۔ کبھی دورانِ سعی سیلفی لی جا رہی ہے۔ کبھی مروہ کی مقدس وادی میں سیلفی، کبھی صفا کے جلو میں سیلفی۔ جن نشانیوں کے سائے میں دعاوں کی سوغات پیش کرنی تھی، اعمالِ سیاہ کے دھبے دھونے تھے، تاکہ یہ دعائیں آخرت کا سرمایہ بنتیں وہاں ایسے اعمال جو شریعت نے ممنوع قرار دیے، کی انجام دہی کیا توشہ آخرت بنے گی؟ یہ سوال بہت اہم ہے جس پر غور کیا جانا چاہیے۔

عبادت میں حضوریِ قلب درکار ہے۔ تصویر کشی کی فکر نے ریا و دکھاوے کو بڑھاوہ دیا، اخلاص کو رُخصت کر دیا، یکسوئی میسر نہیں، موبائلوں کا بے محابا استعمال، بے جا استعمال نے مسائل کو بڑھا دیا ہے۔ عبادت ہے، روحِ عبادت رُخصت ہوگئی۔ رسم باقی ہے، خشیت رُخصت ہوگئی۔ خوفِ خدا معاذ اللہ ایسا نکلا کہ حرم میں بھی دُنیا داری! اللہ اکبر کاش میری قوم اس کا تصفیہ کرتی اور تصویر کشی کے مرض سے بچتی۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ اِس میں کم علم و دنیا دار افراد تو الگ رہے، دین دار حتیٰ کہ بہت سے علماء و مصلحین بھی مبتلا ہیں جس سے گفتار میں تاثیر نہیں رہی اور دل دنیا دار ہو کر رہ گئے۔ ایسوں کی قیادت فتنہ ملت بیضا بن گئی ہے۔

روضہ اقدس کی حاضری اور تصویر کشی: روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری حیات کا غازہ ہے۔ زندگی کا حاصل ہے۔ سعادتوں کی اِس مسافرت میں جب ہم نے دیکھا کہ مواجہ شریف جہاں آواز بلند کرنا اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ جس کے احترام میں نص قطعی وارد۔ جس بارگاہ میں سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی مودب آتے۔ جہاں جنبش لب کشائی کی جرات کسی کو نہ ہوئی۔ جہاں اسلاف نے سانسوں کو بھی

تھامے رکھا۔ جہاں دلوں کی دھڑکنوں کو بھی ادب کا پیرہن دیا۔ جہاں خیالات بھی طہارت مآب رکھے جاتے؛ وہاں دھڑا دھڑ تصویریں کھینچی جارہی ہیں، سلیفیاں لی جارہی ہیں، کیمروں کی کھچاک سے مقدس بارگاہ کے سکوت کو توڑا اور ادب کا رُخ موڑا جارہا ہے! اللہ اکبر! ہم کہاں آگئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بلایا: اِس احسان کو لمحے میں بھلا دیا، کیسا کرم کیا کہ ہم تو طیبہ کے لائق نہ تھے، حاضری کا پروانہ دیا اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در کا آداب بھی بجا نہ لائے، بلکہ غافل ہو کر سیلفیوں میں پاکیزہ لمحات آلودہ کر بیٹھے۔ کاش ہم اپنی اصلاح کرتے اور اِس خطرنات رجحان سے بچ کر قوم کو ادب کا شعور دیتے تو مبارک سفر توشہ نجات بن جاتا۔ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کا مژدہ سنتے اور ادب کے طفیل ہر منزل پر بامُراد ہوتے۔ یہ مصائب کی بجلیاں خرمن پر نہ گرتیں، اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کر لیں، خواص بھی دامنِ تقویٰ کو دھبوں سے بچائیں۔ احترام کی فضا آراستہ کریں۔ رب العالمین کی رحمتوں اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نوازشوں پر تشکر کے موتی لٹائیں۔ تصویر کشی سے حرمین کے تقدس کو بچائیں، بے شک ادب حیات ہے، ادب عبادت کی روح ہے، ادب ایمان کا زیور ہے۔ جو ادب واحترام بجالایا اس کا سفر بھی سعادتوں کی صبح ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ! محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درِ پاک کی حاضری احترام کے سائے میں نصیب کرے۔ بقول سیدی اعلیٰ حضرت:

"حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے"

☆......☆......☆

"لانبی بعدی"، "مختارکل" ﴾ یہ دونوں رسائل حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی تالیفات ہیں۔ (۱) اول الذکر میں نبی کریم رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبین پر دلائل دیئے گئے، منکرینِ ختم نبوت کے بے تکے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۲) اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیارات کا ذکر مبارک قرآن اور احادیث سے دیا گیا ہے۔ خوب مطالعہ کے لائق ہیں بیرونی حضرات پچاس روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

(فیضِ ملت ویلفیئر ٹرسٹ۔ جامعہ اویسیہ رضویہ۔ سیرانی روڈ بہاولپور)

دعائے مغفرت کی اپیل ہے : حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے مخلص ترین تلمیذ رشید مولانا محمد یوسف (خطیب وامام جامع مسجد جنازہ گاہ لودھراں) ۱۱ستمبر منگل کو فوت ہوئے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆......☆......☆

﴿ ننگے سر رہنا اور اسلامی تہذیب ﴾

مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تصانیف مبارکہ سے اکتساب:

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان بالخصوص نوجوانوں میں دینی احکام اور اسلامی تہذیب کا احترام دن بہ دن کم ہوتا جارہا ہے۔ رہی سہی کسر دجالی میڈیا پوری کررہا ہے، مغربی تہذیب کو عام کرنے کی کوششیں ہر طرف سے اور مختلف ذرائع سے عام ہوتی جارہی ہیں، نتیجتاً ایک ٹوپی ہی کیا، سارا لباس، بلکہ پوری معاشرت ہی اسلامی خصوصیات وامتیازات سے محروم ہوتی جارہی ہے۔ یہ صورت حال افسوس ناک ضرور ہے، مگر تہذیبی تصادم اور مغرب کے ناحق دباؤ، نیز عالمِ اسلام کی تہذیبی مغلوبیت کے مدِ نظر تعجب خیز بالکل نہیں ہے، تعجب صرف اس پر ہوتا ہے کہ بعض جدید وغیر معتبر افکار کے حاملین ان یورپ سے درآمدہ فیشنوں کو کلین چٹ، بلکہ اسلامک لیبل کس طرح دیتے ہیں؟ بیماری حد سے بڑھ جائے اور بدعملی قابو سے نکل جائے تو اسے صحت اور نیکی کا نام دے کر قبول کرلینا اور بڑھاوا دینا کسی عقل مند کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا۔

ننگے سر رہنے یا نماز پڑھنے کا چلن انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلم معاشرے میں کہیں نظر نہیں آتا، علماء وصلحاء تو سر ڈھانک کر رہتے ہی تھے، عام شرفاء بھی اسے تہذیب وشرافت کا لازمہ سمجھتے تھے، امام ابن جوزی تلبیس ابلیس میں لکھتے ہیں: سمجھ دار آدمی سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ سر کا کھلا رکھنا بُری بات اور ناپسندیدہ حرکت ہے، کیوں کہ اس میں ترکِ ادب اور شرافت کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔

سید الاولیاء محبوب سبحانی حضور سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ النورانی سے منسوب کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں ہے: ننگے سر لوگوں میں گھومنا پھرنا (مسلمانوں کے لیے) مکروہ ہے۔

برِ صغیر کے مسلمانوں میں ننگے سر پھرنا انگریزوں کی آمد کے بعد اور عالمِ عرب میں مغربی ممالک سے تعلقات کے بعد وجود میں آیا ہے، لیکن یہ تقلید فرنگ شروع میں صرف دفاتر، کالجوں اور بازاروں تک محدود تھی، مذہبی مجلسوں مساجد میں لوگ اس طرح شرکت کو سخت معیوب سمجھتے اور اس سے احتراز کرتے تھے، گویا یہ پہلا مرحلہ تھا، جب مسلمانوں نے

اسلامی تہذیب کو اسلامی سرگرمیوں کے ساتھ مخصوص کر کے انگریزی تہذیب کو زندگی کے بقیہ مرحلوں میں اختیار کر لیا تھا، پھر جب طبیعتیں اس اجنبی تہذیب سے مانوس ہوگئیں اور ایک نسل گزر گئی تو اگلی نسل کے لیے یہ جدید کلچر ہی پسندیدہ کلچر بن گیا اور سابقہ تہذیب اجنبی سی ہوگئی۔

اب جدید تعلیم یافتہ طبقے میں ٹوپی پہننا ایسا ہی معیوب ہوگیا ہے جیسے چند سال قبل ننگے سر رہنا معیوب تھا، یہ سب تہذیب جدید یہودیوں کی عالمی واحد تہذیب (یعنی گلوبلائزیشن) کی کوششوں کی دین ہے، لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ علمائے دین اور اُمت کے مصلحین کا کام بہر صورت اسلامی ثقافت اور تہذیب کا تحفظ کرنا اور قوم کے اندر اس کے شعور کو باقی رکھنے کی فکر کرتے رہنا ہے، چاہے قوم اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے، ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے، بلکہ جب ایسا نہ ہوا اللہ تعالی نے سخت پکڑ فرمائی، قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، اس لیے بطور اتمام حجت کے یہ مختصر مضمون پیش ہے۔

قرآن کریم میں نماز و عبادت کے لیے مکمل لباس اور کامل زینت اختیار کرنے کی ترغیب موجود ہے ارشاد ربانی ہے:
"یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد". (الاعراف، آیات ۳۱) ترجمہ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔

یعنی جب بھی مسجد میں آ ؤ تو اچھا لباس پہن کر آ ؤ یہ اگر چہ دورانِ طواف ننگے سر کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، مگر مفسرین کرام نے کل مسجد کے عموم سے یہی سمجھا ہے کہ اس میں نمازوں اور دیگر عبادات کے ادا کرنے اور مقدس مقامات پر جانے کے لیے بھی مکمل لباس اختیار کرنا داخل و شامل ہے اور کل لباس میں جہاں کرتا پاجامہ داخل ہے، وہیں عمامہ شریف یا کم از کم ٹوپی بھی شامل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ننگے سر رہنا یا نماز پڑھانا ثابت نہیں ہے، حسن سلمان نے الدین الخالص سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز پڑھانے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اگر آپ نے پڑھائی ہوتی تو احادیث میں ضرور منقول ہوتا، اگر کسی کو اس کے ثبوت کا دعویٰ ہے تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔ والحق أحق ان یتبع. (القول امبین، ص ۵۷)۔

متعدد روایات میں آپ کے سر مبارک کا عمامہ شریف یا کبھی کبھا ٹوپی سے آراستہ ہونا مروی ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ (شعب الایمان ۱۳/۲۵۶)۔

حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس طرح منقول ہے۔(جامع صغیر۲/۱۲۰)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ٹوپی عمامے کے نیچے بھی اور بغیر عمامے کے بھی استعمال فرماتے تھے۔(جامع صغیر۲/۱۲۰)۔

حضرت ابو قرصافہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ٹوپی دے کر اس کے استعمال کی ہدایت فرمائی تھی۔(فتح الباری ۱۰/۲۲۳)۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوصال میں آخری خطبہ دینے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تھے، تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کا سر مبارک عمامہ یا سرخ پٹی سے ڈھکا ہوا تھا۔ (بخاری ۱/۵۳۶)

انہیں سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ٹوپیاں تھیں، ایک کنٹوپ بھی تھی، جسے سفر میں استعمال فرماتے تھے۔ (تخریج احادیث الاحیاء،۶/۱۱۰)۔

عمامہ شریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عمامہ باندھتے تھے، اس کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے، کبھی بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ باندھتے تھے، کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔(زادالمعاد، ۵۱)۔

یہی بات حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے بھی منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی استعمال فرماتے تھے، عمامے کے ساتھ بھی، بلاعمامے کے بھی۔(جامع صغیر۲/۱۲۰)۔

عمامہ شریف باندھنا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول اور عادت شریفہ تھی، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا اور کیوں نہ ہوتا؟ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا کے دیوانہ وار عاشق اور اس کے متبع تھے، بخاری شریف میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مُحرِم (احرام والے) کے بارے میں عرض کیا گیا گیا کہ وہ کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قمیص، شلوار، عمامہ اور ٹوپی نہ پہنے۔

(بخاری،۲/۲٤)

معلوم ہوا کہ ٹوپی اور عمامہ کا پہننا صحابہ کرام کے معاشرے کی عام بات تھی، تب ہی تو آپ نے دوسرے لباس کے ساتھ اس کا بھی ذکر فرمایا۔ ابن عاصم سے مروی ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پہنچے تھے تو صحابہ کرام کو کپڑوں اور ٹوپیوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ (مجمع الزوائد ۲/۱۸٤)۔

اسی طرح ترمذی میں ہے کہ حضرت عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہید کے فضیلت بیان کرتے ہوئے بتلا رہے

تھے کہ اس کے بلند ترین مقام کو یوں سر اٹھا کر دیکھا جائے گا، جب آپ نے سر پیچھے کیا تو ٹوپی سر سے گر گئی۔ (ترمذی،۳/۲٤۱)۔

اس کے علاوہ متعدد صحابہ کرام اور تابعین عظام کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ اکثر عمامہ شریف کا استعمال کرتے تھے۔ اور وہ ٹوپی کا بھی استعمال فرمایا کرتے تھے، بخاری شریف میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ ریشم کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھے گئے۔ (٤/۲۷۰)۔

اسی طرح ابو اسحاق کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز کی حالت میں ٹوپی نکال کے رکھی، پھر اٹھا کر پہن لی۔ (۱/۵۱۵)۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں تو متعدد احادیث موجود ہیں۔ مثلاً: جلد دوم، کتاب الصلوٰۃ میں حضرت شریح، اسود، عبداللہ بن زید، سعید بن جبیر، علقمہ، مسروق رحمہم اللہ کے بارے میں اور جلد۱۲، کتاب اللباس میں حضرت علی بن حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس بن مالک اور ابراہیم نخعی اور ضحاک رضی اللہ عنہم کے بارے میں ٹوپیوں کا استعمال کرنا منقول ہے، اسی طرح حضرت حسن بصری سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ صحابہ کرام ٹوپیوں اور عمامے کی کوروں پر سجدہ کرلیا کرتے تھے۔ (بخاری، ۱/۲۳۲)۔

اس سے تو صحابہ کرام کا عموم استعمال صراحتاً معلوم ہوگیا، فتح الباری میں عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ: قرآن کریم کے تمام قراء (صحابہ) کے پاس ٹوپیاں ہوا کرتی تھیں۔

اسی لیے ابن عربی فرماتے ہیں: ٹوپی انبیا، صالحین واولیا کے لباس میں داخل ہے، سر کی حفاظت کرتی ہے اور عمامہ کو جماتی ہے، جو کہ سنت ہے، البتہ سر سے چمٹی ہوئی ہو بلند نہ ہو، البتہ اگر آدمی بخارات دماغ کے خروج کی ضرورت محسوس کرے تو سوراخ دار (جالی والی) بلند ٹوپی بھی پہن سکتا ہے۔ (فیض القدیر، ۵/۲۹۹)۔

فتح الباری کتاب الحج ۵/۱۸٦ میں مُحرِم (احرام والے) کے لیے سر ڈھانکنے کے متعدد طریقوں کا ذکر کر کے ان کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ جس سے اتنا تو معلوم ہو ہی جاتا ہے کہ سر ڈھانکنا قدیم رواج ہے۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار، جن میں بعض صحیح اور بعض ان کی مؤید ہیں، یہ بتلا رہی ہیں کہ سر کو ڈھکنا یعنی ٹوپی یا عمامہ سے آراستہ رکھنا، بالخصوص نماز کے اندر ننگے سر ہونے سے بچنا اسلامی تہذیب کا حصہ اور مسنون لباس میں داخل وشامل ہے، اس کے برخلاف ٹوپی نہ پہننے یا ننگے سر رہنے کی ترغیب وفضیلت کا کوئی ثبوت نہیں ہے، نہ صحیح احادیث میں، نہ ہی ضعیف

روایات میں۔ معلوم ہوا کہ موجودہ زمانے کا یہ فیشن اور آزادی چاہنے والوں کا چلایا ہوا چلن غیر اسلامی اور ناپسندیدہ ہے، جس سے احتیاط ضروری ہے۔ جہاں تک ان لوگوں کا ان روایات سے استدلال کرنے کا تعلق ہے جن میں ایک اور دو کپڑوں میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے وہ یا تو وقتی ضرورت پر محمول ہے یا بیان جواز کے لیے ہے، ورنہ دائمی معمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر عمامہ شریف باندھنے کا ورنہ کم از سر ڈھانک کر رہنا ہی ہے، بالخصوص نمازوں میں تو کبھی ننگے سر امامت فرمائی ہی نہیں۔

ننگا سر اور غیر مقلدین: ناصر الدین البانی (غیر مقلدین کا ایک طبقہ اسے خاتم المحدثین سمجھتا ہے) چوں غیر مقلدین وہابیہ کے ہاں ننگے سر کا کلچر عام ہو رہا ہے، بلکہ باقاعدہ عام کیا جا رہا ہے، ان کی چشم کشائی کے لیے ان کے شیخ کی تحقیق ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔ لکھتا ہے: جہاں تک ہماری تحقیق کا تعلق ہے تو ہمارے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لیے کہ نماز کا مکمل ہیئت اسلامی میں ادا کرنے کا پسندیدہ ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لیے اپنے آپ کو سنوارا جائے، نیز ننگے سر رہنے کی عادت ڈال لینا، یا بازاروں میں ننگے سر گھومنا یا مقامات عبادت میں ننگے سر داخل ہونا، سلف صالحین کے مبارک عرف میں ہیئت حسنہ کے خلاف اور غیر اسلامی تہذیب کا امتیاز ہے، جو کفار کے بلاد اسلامی میں داخل ہونے کے بعد شائع ہوا ہے، وہاں کے مسلمانوں نے بلا دلیل شرعی ان بری عادتوں کو قبول کر کے اس مسئلے میں اسی طرح بعض اور تہذیبی مسائل میں بھی اپنے بڑوں کی تقلید ترک کر دی ہے، پس یہ نئی رسم اس لائق نہیں ہے کہ اسلام کے سابقہ عرف اور طریقے کے مقابل بن سکے اور نہ ہی اس رسم کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز نکالا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد بعض علماء کے غلط استدلال کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے: جہاں تک مصر کے بعض علماء کا حج کے دوران سر کھلے رکھنے اور اسی طرح نماز پڑھ لینے سے استدلال کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے فاسد ہے، اس لیے کہ اولاً تو وہ مناسک حج کے ساتھ خاص ہے اور شعائر حج میں سے ہے، اس کو عام نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس سے ہر حال میں سر کھلے رکھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت نکل سکتا ہے تو پھر وجوباً ماننا پڑے گا، جوازاً نہیں، کیوں کہ احرام میں سر کھلا رکھنا واجب ہے، یعنی ننگے سر نماز پڑھنے کو واجب کہنا پڑے گا جو کوئی نہیں کہتا، پس یہ ایسا الزام ہے کہ ان لوگوں کو اپنے قیاس فاسد سے رجوع کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ علماء اپنی غلطی سے رجوع کر لیں گے۔ (تمام المنه فی التعليق على فقه السنة)۔

مذکور بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ننگے سر رہنا اسلامی تہذیب وتمدن کے خلاف ہے۔ ننگے سر نماز ادا کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے اہلِ اسلام کو چاہیے کہ سر پر عمامہ شریف سجائیں اپنے آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اپنائیں اور ڈھیر ثواب پائیں بالخصوص نماز کی ادائیگی ننگے سر نہ کریں۔

ترتیب: مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی

☆......☆......☆

﴿عرس مبارک حضور فیضِ ملت نوراللہ مرقدہ﴾

حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کا ۱۱ ستمبر ۲۰۱۸ء منگل بعد نمازِ عشاء بمقام جامع مسجد مجددیہ رضویہ چک نمبر ۲۹۴ گ ب (ٹوبہ ٹیک سنگھ) دارالسلام۔

دعا: جگر گوشہ فیضِ ملت علامہ صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی، خصوصی خطاب جگر گوشہ فیضِ ملت علامہ صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی (بہاولپور)، خطیب شہیر حضرت مولانا محمد عدنان شکور عطاری (فیصل آباد) نے کیا احباب نے نہایت ہی عقیدت سے شرکت کی۔ (محمد جعفر اویسی و جملہ برادران طریقت)۔

حضرت امیر دعوت اسلامی کو صدمہ: امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کی بڑی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

☆ محترم محمد بلال بھٹی (کمشنر آفس بہاولپور) کی اہلیہ محترمہ فوت ہوئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی اور دعا کا اہتمام کیا گیا۔

☆......☆......☆

﴿جب بارہ سو صحابہ کرام ختم نبوت پر نچھاور ہوگئے﴾

جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت جمادی الآخر سن ۱۲ ہجری میں یمامہ کے مقام پر پیش آئی یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف کی گئی تھی کیونکہ اس ملعون نے نبوت کا جھوٹا دعوہ کیا تھا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہٗ نے اس کو واصل جہنم کیا تھا اور ایک انصاری نے بھی قتل کرنے میں شرکت کی تھی۔ مسیلمہ جس دن قتل ہوا اس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی اس کی پیدائش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بھی پہلے کی تھی۔

یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرام کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ کسی کا سر تن سے جدا ہے۔ کسی کا سینہ چرا ہوا ہے۔

کسی کا پیٹ چاک ہے۔ کسی کی آنکھیں نکلی ہوئی ہیں۔ کسی کی ٹانگ نہیں ہے۔ کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کسی کا بازو کندھوں سے جدا ہے۔ کسی کی ٹانگ جسم سے الگ پڑی ہے اور کسی کا جسد ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ یہ بارہ سو صحابہ کرام اپنے خون میں نہا کر یمامہ کے میدان میں اس شان سے چمک رہے ہیں کہ چرخ نیلوفلک پہ چمکنے والے ستارے انہیں دیکھ کر رشک کر رہے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمانی ہدایت سے ایک کہکشاں زمین پر اتر آئی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اہل دنیا! یہ وہ لوگ ہیں: جنہیں اللہ کے پیارے محبوب نبی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آغوش نبوت لے کر پروان چڑھایا۔ جو مکتبِ نبوت کے فارغ التحصیل تھے۔ جن کے سینوں میں ایمان اور قرآن خود رسولِ خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتارا تھا۔ جنہیں اس دنیا میں ہی رب العزت نے جنت کے پروانے جاری کر دیئے تھے۔ جو اس مرتبے کے مالک ہیں کہ آج کی پوری اُمت مل کر بھی ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہو سکتی۔!!!

یہ شہداء جو شہادت کی سرخ قبا پہنے استراحت فرما رہے ہیں۔ ان میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔ ستر بدری صحابہ ہیں جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ غزوۂ بدر میں اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم تلے میدانِ بدر میں اترے تھے۔ اہلِ دنیا! یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے پھول تھے جو یمامہ کے میدان میں مسلے گئے یہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی کے موتی تھے جو یمامہ کے میدان میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھلی راتوں کے آنسو تھے جو خاک یمامہ میں جذب ہو گئے۔

اے افرادِ ملتِ اسلامیہ! ان عظیم ہستیوں نے کس مسئلہ کے لیے پردیس میں جا کر اپنی جانیں نچھاور کیں؟ کس مسئلہ کے لئے انہوں نے اپنی شمشیروں کو بے نیام کیا اور گھوڑوں پر بیٹھ کر بجلی کی سرعت سے یمامہ کی طرف لپک گئے؟ ہائے افسوس! صد افسوس!۔ وہ مسئلہ جسے آج اُمتِ مسلمہ میں متنازعہ بنایا جا رہا ہے۔ جو ہمارے نصاب سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا نہیں جاتا، یعنی مسئلہِ ختم نبوت۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے لے کر وصال مبارک تک (۲۳) تئیس سال کے لگ بھگ جو عرصہ بنتا ہے، اس میں جتنے غزوات ہوئے۔ جتنی جنگیں ہوئیں۔ جتنے تبلیغی وفود دھوکہ سے شہید کیے گئے۔ اور کفار کے مظالم سے جو صحابہ کرام شہید ہوتے رہے ان کی کل تعداد ۲۵۹ ہے یعنی پورے دورِ نبوی میں پورے اسلام کے لیے جو کل صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد ۲۵۹ اور صرف مسئلہِ ختم نبوت کے لیے جو صحابہ کرام شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو (۱۲۰۰) ہے۔ جن میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔!!! جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے پاس چالیس ہزار جنگجوؤں کا لشکر تھا۔

مال و دولت کے بھی ڈھیر تھے۔ ادھر مسلمان وصال نبوی کے غم سے نڈھال تھے۔ طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو گئے تھے۔ حالات انتہائی نامساعد تھے۔ مدینہ منورہ کی نوزائیدہ ریاست کو ہر طرف سے خطرہ تھا۔ لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ختمِ نبوت اور تاجدارِ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کو برداشت نہ کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صدیق اکبر تو زندہ ہو اور اس کے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پر کوئی بدطینت بیٹھنے کی ناپاک جسارت کرے۔!!!

یارِ غار نے خطرناک حالات کی بالکل پروا نہ کی اور مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے پہلا لشکر حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا لیکن مسیلمہ کذاب کا لشکر زیادہ ہونے کی وجہ صحابہ کرام کو پریشانی کا سامنا ہوا تو دوسرا لشکر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کی قیادت میں روانہ کیا لیکن مسیلمہ کذاب کی فوج اس لشکر کے قابو میں نہ آئی۔ فولادی عزم کے مالک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمت نہ ہاری۔ حضرت شرجیل اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما دونوں کو ہدایت جاری کی کہ مدینہ لوٹ کر مت آنا۔ تمہارے آنے سے بددلی پھیلے گی۔ تم دونوں وہیں پر انتظار کرو۔ میں تمہاری مدد کے لئے اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر رہا ہوں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ پہنچتے ہیں اور مسلمانوں کا لشکر مسیلمہ کے لشکر کے سامنے صف آراء ہوتا ہے۔ اہلِ یمامہ بڑی بہادری سے جم کر لڑتے ہیں۔ دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ ہوتی ہے اور انسانی جسم گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرتے ہیں۔ مسلمان بڑی جانثاری سے لڑتے ہیں لیکن مسیلمی لشکر سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑا ہے۔ آخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں کھڑے مسیلمہ کذاب کو دیکھ کر عقاب کی طرح اس کی طرف لپکتے ہیں اور ساتھیوں کے ساتھ یکبارگی زبردست حملہ کرتے ہیں جس سے مسیلمیوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں۔ مسلمان شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے مسیلمہ کذاب کی فوج پر پل پڑتے ہیں اور انہیں تیزی سے قتل کرنے لگتے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو فتح عطا کرتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار لشکر میں سے ستائیس ہزار سپاہی میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی مسیلمہ کذاب بھی جہنم واصل ہو جاتا ہے اور اس کی جھوٹی نبوت بھی مجاہدین تاجدارِ ختم نبوت کے ہاتھوں میدان یمامہ میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو جاتی ہے لیکن اس جنگ میں مسلمانوں کا بھی ایسا نقصان ہوتا ہے جو اس سے قبل اسلامی تاریخ میں کبھی نہ ہوا تھا۔ بارہ سو صحابہ کرام نے خود کو خاک و خون میں تڑپا دیا لیکن جھوٹی نبوت کے وجود کو برداشت نہ کیا۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو بیوہ کر لیا، اپنے لاڈلے بچوں کو داغِ یتیمی دے دیا۔ بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھیوں کو توڑ دیا۔ اپنے پیارے وطن مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ دیا۔ مسجد نبوی شریف اور روضہ رسول سے جدائی برداشت کر لی لیکن

ان کی غیرت جھوٹی نبوت کو برداشت نہ کر سکی۔

مسلمانو! صحابہ کرام کے عہد کا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا اور ہمارے عہد کا جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی ہے۔ جتنے خطرناک مسیلمہ کے پیروکار تھے، اس سے کہیں زیادہ خطرناک مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کی شیطانی جماعت کا کفر وارتداد مسیلمہ کذاب اور اس کی ابلیسی پارٹی سے زیادہ موذی ہے۔

آج جب میں کسی مسلمان کو قادیانی کے متعلق نرم گوشہ دیکھتا ہوں۔ تو صحابہ کرام کے کٹے ہوئے ہاتھ یاد آ جاتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانی سے بغلگیر ہوتے اور قادیانی کے گلے میں باز وحمائل کیے دیکھتے ہوں تو مجھے صحابہ کرام کے کٹے ہوئے بازو تڑپانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو پاؤں گھسیٹتے ہوئے کسی قادیانی کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ کرام کے کٹے ہوئے پاؤں رلانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانی سے ٹھنڈی میٹھی باتیں کرتا سنتا ہوں تو میرے کانوں میں میدانِ یمامہ میں مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے صحابہ کرام کی زبان سے تکبیر ورسالت کی ولولہ انگیز صدا گونجنے لگتی ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانیوں کی شادیوں میں ہنس ہنس کر شامل ہوتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ کرام کے یتیم بچے یاد آ جاتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی کلمہ طیبہ پڑھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی تھے۔ یہ مسلمان بھی رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی عقیدہ ختمِ نبوت پر پکا یقین رکھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی عقیدہ ختمِ نبوت پر ایمان رکھنے کے پرزور دعوے دار ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کی ختمِ نبوت کے ڈاکوؤں سے جنگ۔ مگر اس مسلمان کی ختمِ نبوت کے ڈاکوؤں سے دوستی۔ صحابہ کرام کا عقیدہ ختمِ نبوت پر سب کچھ قربان۔ مگر اس مسلمان کا ختمِ نبوت کے باغیوں سے کاروبار۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس پر اپنا تن من دھن اور آل واولا دوطن سب کچھ قربان کر دیا۔ اور یہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے کو بھی تیار نہیں۔ یہ تفاوت کیوں: قول وفعل میں اتنا خوفناک تضاد کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے کلمہ طیبہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھا ہے؟ کیا رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کا اعلان صرف نوک زبان تک ہے؟ کیا عقیدہ ختمِ نبوت پر ایمان ہونے کا اعلان صرف فضا میں الفاظ باری تو نہیں؟ کیا عشقِ رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ محض سخن طرازی تو نہیں؟ کیونکہ اس مسلمان کا کردار ان کے دعویٰ کی نفی کر رہا ہے۔ مسلمانو! جس جسم کے رگ وریشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی ہے وہ جسم قادیانیوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے۔ وہ جسم قادیانیوں سے بغل گیریاں نہیں کرتا۔ وہ جسم قادیانی کی تقریب میں شامل نہیں ہوسکتا۔

آیئے! اپنے اپنے جسم میں محبتِ رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اور موت کا فرشتہ گھات لگائے بیٹھا اللہ کے حکم کا انتظار کر رہا ہے۔ اور پھر موت کا پوسٹ مارٹم ہوا، ہمارا سب کچھ ہمارے سامنے رکھ دے گا۔

☆......☆......☆

﴿تاجدار ختمِ نبوت کانفرنس ویوم فاروق اعظم﴾

بزمِ فیضانِ اویسیہ رضویہ (سرگودھا) کے زیرِ اہتمام ۱۳ ستمبر شبِ جمعہ جامع مسجد نورانی محلّہ اسلام پورہ سرگودھا میں عظیم الشان سالانہ تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس ویومِ سیدنا فاروق اعظم منایا گیا۔ جس میں علماءِ کرام، مفتیان عظام، مشائخ اہلسنت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ محفل کی نقابت خلیفہ بریلی شریف علامہ محمد شاہد رضوی نے کی۔ معروف ثناء خوانوں نے گلہائے عقیدت پیش کئے۔ نواسہ حضور فیضِ ملت مولانا محمد اعجاز اویسی نے محرم شریف کے حوالہ سے گفتگو کی۔ صاحبزادہ محمد ایاز مدنی اویسی نے نعت شریف پیش کی۔ جگر فیضِ ملت علامہ محمد فیاض احمد اویسی (بہاولپور شریف) نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے اور قرآن کریم کا نزول پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اہلِ اسلام کو خبردار کیا کہ منکرینِ ختمِ نبوت قادیانی رمرزائی راحمدی رلاہوری بدترین مخلوق ہیں ان سے خود بھی بچیں اور اپنی نئی نسل کو بھی بچائیں۔ حکومت کو متنبہ کیا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں ان سے خیر کی توقع رکھنا دوجہاں کی بربادی ہے۔

آخر میں محترم علامہ محمد ندیم قادری اویسی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ درودوسلام اور دعا کے بعد لنگر نبویہ اویسیہ پیش کیا گیا۔ (راوی عبدالغفار اویسی، خواجہ مسعود احمد اویسی)۔

☆......☆......☆

۱۷ ستمبر پیر شریف کو ہوتہ پاکپتن شریف میں بابا فرید گنج شکر کانفرنس سے صاحبزادہ محمد فیاض اویسی نے خطاب کیا۔

(مولانا غلام محی الدین اویسی قطب الدین اویسی، محمد ایاز مدنی اویسی)

☆......☆......☆

☆......☆

☆